# ایک فریاد

ستّر سالہ بوڑھی بیوہ'' **شبنور بی شیخ بابوٗ**'' رہائش پزیر، **بھانڈ پورہ، دیو پور**، دھولیہ نے اپنے نو جوان بیٹے'' **شکیل احمد**'' کو آخری مرتبہ پانچ دسمبر ۲۰۰۷ء منگل کی صبح نو (۹) بجے دیکھا تھا۔ بوڑھی ماں اور اپنے دو بچوں کی پرورش کرنے والا بیٹا صبح ماں کی آنکھوں سے اوجھل ہو رہا تھا کیونکہ اسے بگاری کام پر جانا تھا۔ اس کے دو معصوم بچوں '**شارخ، عمر گیارہ سال اور فاروق، عمر نو سال**' اپنے رخصت ہوتے ہوئے باپ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ کام پر سے لوٹتے ہوئے دو بیاضیں ضرور لیتے ہوئے آئیں گے۔ لیکن بیاضیں تو کیا نہ دادی کو نہ پوتوں کو پتہ تھا کہ اس لمحہ کے بعد وہ شکیل کو زندگی میں دوبارہ کبھی زندہ نہ دیکھ سکیں گے۔ المیہ یہ تھا کہ شکیل کی بیوی اپنے دو معصوم بچوں کو چھوڑ کر کچھ عرصہ پہلے ہی انتقال کر گئی تھی۔ شکیل نے نو جوانی کے عالم میں بھی دوسری شادی نہیں کی کیونکہ وہ اپنے بچوں کو خوب پڑھا لکھا کر غریبی کے دلدل سے باہر نکالنا چاہتا تھا جہاں امکان تھا کہ سوتیلی ماں اس کے خوابوں کو پورا نہ ہونے دے گی۔ شکیل عمارت کے تعمیری کام میں بحثیت بگاری کام کیا کرتا تھا اور اُس کام کی غرض سے اسے اکثر و بیشتر دو تین روز کیلئے باہر گاؤں رہنا بھی پڑتا تھا۔ شاید اسی لئے منگل کی صبح سے جمعرات کی صبح تک نہ بوڑھی بیوہ ماں اور نہ ہی شکیل کے بچوں نے شکیل کی فکر لی۔ بوڑھی بیوہ کیلئے جمعرات کا دن کالا دن ثابت ہوا۔ کیونکہ، اس دن اسے دیو پور پولیس تھانہ بلا کر مختلف انوع کاغذات پر اس سے انگوٹھے کی نشانی لی گئی اور بعد میں اسے کہا گیا کہ تمھارے بیٹے کی لاش دھولیہ سِویل ہاسپٹل میں موجود ہے۔ بڑھیا یہ سن کر بیہوش ہوگئی۔ اس کے ہوش میں آنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ منگل کی صبح ہی اس کے بیٹے کو پولیس نے اپنی تحویل میں لیکر لاکپ میں رکھ دیا تھا اور دوسرے روز فاضل عدالت کے حکم کے مطابق اسے میجیسٹریل کسٹڈی ریمانڈ (Majestrial Custody Remand) دیکر دھولیہ جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ اور اُسی دن یعنی بدھ کو دھولیہ جیل پولیس نے بیہوشی کے عالم میں شکیل کو شب میں دھولیہ سِویل ہاسپٹل میں داخل کر دیا تھا جہاں پر جمعرات کے روز اسکی موت واقع ہوگئی۔ پولیس کا کہنا ہیکہ شکیل کی موت مرگی سے واقع ہوئی ہے جبکہ موڈیل پوسٹ مارٹم رپورٹ میں درج ہیکہ موت کی وجہ سر میں زخم تھی۔

دھولیہ کے نوجوان وکیل'' **ایڈوکیٹ پرویز**'' نے اس معاملے میں بلا معاوضہ ستم ضریفہ کو مہاراشٹرا اسٹیٹ ہیومن رائٹس کمیشن ممبئ کے سامنے ۱۰ر جنوری ۲۰۰۷ء کو پٹیشن داخل کرنے میں مدد کی۔ حالانکہ اس کیس میں وہ بحثیت وکیل نہیں تھے۔ اس پٹیشن کی انکوائری (Deputy Collector)، دھولیہ ڈویزن کے دربار میں ہونے کے بعد ستم ضریفہ کو دھولیہ پولیس کے ذریعے ایک خط دیا گیا کہ وہ ۱۰ر جنوری ۲۰۰۸ء کو اس معاملے کی سنوائی کیلئے حاضر رہے۔ یہ حکم نامہ اتنا مبہم تھا کہ ایک عام آدمی کیلئے یہ سمجھنا نہایت ہی مشکل تھا کہ حاضری کہاں دی جائے۔ بوڑھی مظلومہ دیو پور سے ایس پی آفس دو تین کلومیٹر پیدل چل کر اپنے دو معصوم پوتوں کو لیکر پہنچی تھی جہاں سے اسے دوبارہ دیو پور پولیس اسٹیشن اپنے پوتوں کے ساتھ پیدل جانا پڑا۔ دھولیہ دیو پور پولیس اسٹیشن پر جانے کے بعد پتہ چلا کہ متذکرہ سنوائی ممبئ میں اسی روز تھی۔ بڑھیا نے کمیشن کو ایک خط کے ذریعے مطلع کیا کہ سنوائی کی تاریخ باضابطہ طریقہ سے اسے بتلائی نہ گئی۔ لہذا اسے سنوائی کا دوسرا موقع دیا جائے۔ لیکن افسوس کہ کمیشن نے دوبارہ موقع نہ فراہم کرتے ہوئے ایک طرفہ فیصلہ دے کر بڑھیا کی شکایت مسترد کر دی۔ یہاں یہ بات قابل غور ہیکہ مہاراشٹرا اسٹیٹ ہیومن رائٹس کمیشن کے روبرو جو پٹیشن داخل کی گئی تھی اسمیں دھولیہ ایس پی کو پارٹی بنایا گیا تھا۔ تعجب کی بات یہ ہیکہ جن کے خلاف پٹیشن تھی انہیں کو کہا گیا کہ بڑھیا کو سنوائی کے لئے روانہ کرے!

موقع کی مناسبت سے یہاں قانونی معلومات کے مقصد سے قارئین کی نظر میں چند قانونی نقاط لا نا ضروری ہے۔ فاضل سپریم کورٹ (1994-4-SCC-260-Para No.20) نے صاف طور سے یہ ہدایت دی ہیکہ پولیس جب کسی کو بھی اپنی تحویل میں لیں تو سب سے پہلے اس شخص کے رشتہ دار کو خبر بھیجے۔ لیکن بقولِ شبنور بی پولیس نے فاضل عدلیہ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ متذکرہ فیصلہ میں ہی فاضل کورٹ کا حکم ہے کی پولیس ڈائری میں اس بات کو درج کرے جس ڈائری کو منسلک جج کو معائنہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اس پر پولیس نے عمل کیا ہے یا نہیں؟ ایک کسٹڈیل ڈیتھ کے معاملے میں فاضل سپریم کورٹ نے (1988-SCC-604) متاثرین کو عارضی طور سے نقصان بھرپائی کی رقم دینے کے بعد حتمی فیصلہ پر دس لاکھ (۱۰،۰۰۰،۰۰) روپئے خمیازہ دینے کا حکم دیا ہے۔

القصہ مختصر یہ کہ اب بڑھیا کے پاس یا تو کمیشن کے فیصلہ کو ہی انصاف سمجھ کر خاموش بیٹھ کر خود اور اپنے پوتوں کو بھوک اور پیاس کی دلدل میں رکھنا ہے یا پھر معصوم بچوں کو بھی باپ کی طرح بگاری کام پر لگا کر دو وقت کی روکھی سوکھی کھانا ہے۔ اب بتلائیے بھلا جو خود کھانے کو محتاج ہو، وہ کیا فاضل ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیگی۔ لیکن اللہ مسبّبُ الاسباب ہے۔ **مائناریٹی ویلفیئر آرگنائیزیشن کے صدر نثار احمد تنبولی** نے اس معاملے میں اورنگ آباد کی ایک خاتون وکیل سے استدعا کی کہ کم سے کم اخراجات میں فاضل ہائی کورٹ کے سامنے ایک رِٹ پٹیشن داخل کرے جسے محترمہ نے قبول کیا اور جمعتہ علماء مہاراشٹر، ممبئ کے مالی تعاون سے انشاءاللہ جون ۲۰۰۸ء میں فاضل بمبئ ہائی کورٹ، بینچ اورنگ آباد کے سامنے اِس ضمن میں رِٹ پٹیشن داخل ہو کر خاطیوں کو سزا اور بڑھیا اور اس کے یتیم پوتوں کو نقصان بھرپائی ملنے کی امید ہے۔